اوصاف قرآن

سید محمد ابراہیم حسنی

قرآن مجید اللہ کا کلام ہے۔ اس کی امید بخش شعائیں کل عالم کے رگ وپے میں جاری وساری ہیں۔ یہ وہ کلام ہے جسے ہر کلام پر فتح وپیروزی حاصل ہے اور اس کی صدا ملکوت سماوات کے حلق سے نکلی ہے۔ اور یہی وہ کلام ہے جو حقائق وکمالات کی علامت ونشانی ہے۔ یہ کلام، آفرینش کے جاری وساری چشمے سے جوش مارتا ہوا نکلا ہے۔ اور اس بحرِ حقیقت سے متصل ہے جس سے فیضیاب ہونے کے لئے ہم اس دنیا کے شورہ زار میں کوشاں وسرگرداں ہیں۔

قرآن مجید کی فضیلت وبرتری کے اصول میں سے ایک یہ ہے کہ براہ راست خداوند تعالیٰ کی طرف سے فرشتۂ وحی الٰہی کے ذریعے رسول خداؐ کے قلب پاک پر نازل ہوا چونکہ یہ اللہ کا کلام ہے، اسی لئے اس میں کوئی تراش، خراش اور تحریف کا گذر نہیں ہوسکا ہے۔

چنانچہ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنّانَحنُ نَزّلنَا الذّکرَ وَانّا لَہٗ لَحافِظُون۔

رہا یہ ذکر، تو اس کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ (سورہ الحجرات آیت ۱)

اس کتاب مقدس میں انسان کی سعادتمندی کے تمام اوصاف موجود ہیں اور انسانوں کی راہ ہدایت اسی میں مضمر ہے اور کئی اعتبار سے دیگر آسمانی کتابوں پر اسے فضیلت وبرتری حاصل ہے اسی لئے دیگر تمام مذاہب کے پیروکار اسے خاص احترام اور قدرومنزلت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

اس کے علاوہ قرآن ظاہری طور پر دلکش تو ہے ہی لیکن اس کے ساتھ ہی اس میں جو معانی پنہاں ہیں وہ بہت ہی گہرے اور عمیق ہیں۔ امر واقعی یہ ہے کہ کلام اللہ کے الفاظ میں جو روح ہے اور معانی میں جو وسعت پائی جاتی ہے وہ کسی کتاب کے الفاظ میں نہیں سماسکتی۔ یہی نہیں بلکہ اس میں جو معارف ومعانی پنہاں ہیں وہ الفاظ کے قالب سے کہیں بالاتر ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت علیؑ کا قول ہے۔

اِنّ القرآن ظاهره انبق وباطنه عميق

یعنی قرآن ظاہراً زیبا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اس میں گہرے معانی ہیں۔

حرف قرآن رامدان چون ظاہراست
زیر ظاہر باطنی ہم قاہر است

یعنی قرآن کے حروف کو فقط ظاہری چیز مت سمجھو۔ اس ظاہر کے بطن میں جو معانی پنہاں ہیں وہ الفاظ پر غالب ہیں۔

قرآن ہر زمانے اور ہر نسل انسانی کے لئے چراغ ہدایت ہے۔ چنانچہ اس بنا پر ہمیں زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے کہ اس چراغ ہدایت کے نور سے بہرہ مند ہوں اور دیگر تمام اقوام کے مقابل کہیں زیادہ ہم اس کا قرب حاصل کریں، اور اس نورانی چراغ سے جو ہدایت کا سرچشمہ ہے ذرا بھی غافل نہ ہوں۔

یہ امر مسلّمہ ہے کہ علمی ومعنوی اعتبار سے قرآن مجید گوناگوں اور بلند وبالا پہلوؤں کا حامل ہے اور دنیا میں موجود تمام اقوال وارشادات کے درمیان فرمان قرآن سب کتابوں پر حاوی اور زیادہ موثر ہے۔ اس میں ایسے نکات موجود ہیں جو علوم وحقائق کا سرچشمہ ہیں اور یہ ابھی عیاں وبیاں نہیں ہوئے ہیں۔

قرآن بلیغ ترین وفصیح ترین کلام ہے۔ اس کی قرائت کا اثر اور اس کی فصاحت کا اعجاز ہے کہ قاری اور سامع دونوں ہی کے دلوں پر عجیب اثر وکیفیت طاری ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ فرماتے ہیں" اصدق القول وابلغ الموعظه واحسن القصص کتاب الله" یعنی کتاب اللہ اپنے قول میں سب سے زیادہ راسخ، وعظ وپند میں بلیغ ترین اور داستانوں میں بہترین کتاب ہے۔ (ملاحظہ ہو امالی شیخ صدوق صفحہ ۳۹۴)

آیات قرآن کریم کی ذرا زیادہ دقت نظر اور غور سے دیکھیں اور اس کی برتری وبالائی کے بارے میں سوچیں تو ہم اس کے نورانی حقائق کا درک کرنے میں یقیناً کامیاب ہوں گے اور کلام الٰہی کی جوشان وعظمت ہے اسے ہم کتاب کے ذریعے ہی سمجھ سکتے ہیں۔

کتاب ہدایت وراہنمائی:

قرآن مجید اس اعتبار سے کہ یہ کلام اللہ ہے اس میں تعمیری تخلیقی اور ہدایت بخشی کی اعلیٰ نشانیاں موجود ہیں، جن کا اثر دل پر ہوتا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید انسانوں کی ہدایت کے لئے

نازل فرمایا ہے۔ اس میں ہدایت کے طریقے شیروشکر کی طرح سموئے ہوئے ہیں۔ اس کے بارے میں حضرت محمد مصطفیؐ کا ارشاد ہے۔

"ولقد تحلی الله فی کلامه ولکنهم لایبصرون"

بالتحقیق خداوند تعالیٰ نے اپنے کلام میں خود کو سمو دیا ہے لیکن انسان اس کو اچھی طرح نہیں سمجھتے۔(عوالی الاوالی جلد چہارم صفحہ ۱۱۹)

قرآن انسانوں کے لئے اور انسانی نسلوں کے لئے ہمیشہ چراغ ہدایت ہے۔ اس بنا پر ہمیں زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے کہ اس چراغ کے نور سے بہرہ مند ہوں۔ اس کام میں ان تمام امتوں سے جواب سے پہلے گذر چکی ہیں سبقت لے جائیں اور ایک لمحے کے لئے بھی اس راہنما اور ہدایت بخش چراغ کی روشنی سے غافل نہ رہیں۔ چنانچہ حضرت محمد مصطفیؐ فرماتے ہیں۔

اذا لست علیکم الفتن کفطع اللیل النطلة علیکم بالقرآن

قرآن پندونصیحت اور وعظ کے عمدہ طرز بلاغت کے اصول پر نازل کیا گیا ہے۔(اصول کافی۔ جلد دوم صفحہ ۵۹۹)

چنانچہ حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں:

ان هذ القرآن فیه منادی الهدی ومصابیح الدجیٰ۔

قرآن میں ہدایت بخشی کی صحیح راہیں اور روشیں موجود ہیں جن میں انسانی ہدایت کی روشنیاں درخشاں ہیں۔(اصول کافی جلد دوم خطبہ صفحہ ۱۴۷)

جس شخص نے بھی کلام اللہ کو اپنا ہادی وراہنما بنالیا اس نے نہایت ہی ہموار راستہ اختیار کرلیا۔ قرآن مجید کا یہ پہلو اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ نہ صرف ہمیں یہ ہدایت دی گئی ہے کہ قرآن کی طرف رجوع کریں اور اسے اپنا وسیلہ بنائیں بلکہ اس بات کی بھی ممانعت کی گئی ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف رجوع کریں۔ چنانچہ حضرت امام موسیٰ الرضا فرماتے ہیں۔

لاتطلبو الهدیٰ فی غیر القرآن فتضلوا

قرآن کے علاوہ کسی سے ہدایت طلب نہ کرو وگرنہ گمراہ ہوجاؤ گے۔ (امالی شیخ صدوق صفحہ ۴۴۸)

قرآن مجید سے فیضیاب ہونے کی شرط یہ ہے کہ اسے سہل اور سبک کتاب نہ سمجھیں اور

اس بات کی کوشش کریں کہ ہدایت وراہنمائی کی جتنی بھی اس کی ابعاد ہیں انہیں سمجھیں جیسا کہ حضرت علیؑ نے قرآن مجید کے ہدایت وراہنمائی کے پہلو پر زور دیتے ہوئے اور زیادہ مضبوطی سے قائم رہنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

من اختارفوق الله ذليلا فهدى الى هى اقوم

جو شخص بھی خداوند تعالیٰ کے قول کو اپنی راہ کا ہادی بنائے گا ہدایت کے راستے پر زیادہ مضبوطی سے قائم رہے گا۔ (نہج البلاغہ صفحہ ۲۰۵ ۔ خطبہ ۱۴۷)

ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَارَیْبَ فِیْه هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔

یہ اللہ کی کتاب ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں ۔ ہدایت ہے ان پر ہیزگار لوگوں کے لئے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ (سورہ بقرہ آیات ۱۰۲)

اور اِنّ هٰذَالْقرآنَ یَهْدِیْ لِلّتی هِیَ اَقْوَم

حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھی ہے۔ (سورہ بنی اسرائیل آیت ۹)

اور بھی اس جیسی آیات قرآن ہیں جو اس اہم پہلو کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

۳۔ جامعیت:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَئی

ہم نے یہ کتاب تم پر نازل کردی ہے جو ہر چیز کی صاف صاف وضاحت کرنے والی ہے (سورہ نحل آیہ ۸۹)

قرآن مجید میں ہر وہ اولین وآخرین چیز جس کا انسان کو اپنی زندگی میں واسطہ پڑتا ہے اور اس کی اسے ضرورت پیش آتی ہے، پوشیدہ ہے۔ یعنی عہد ماضی اور آئندہ کے علوم قرآنی میں جمع کردئے گئے ہیں اور چونکہ اس کی نشانیاں آسمانی علوم سے ماخوذ ہیں اسی لئے ہر شخص نے ہر دور میں ان کی خاص تفسیر بیان کی ہے۔ مختصر یہ کہ ان نشانیوں کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا ۔ چنانچہ رسول خدا حضرت محمدؐ کا ارشاد ہے۔

من اراد الاوّلين ولاٰخرين فليثور القرآن

جو شخص بھی علم اولین وآخرین حاصل کرنا چاہے وہ قرآن کی طرف رجوع کرے۔ (کنز العمال جلد اول صفحہ ۵۸۴)

قرآن کی برتری کے جو اصول ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ کلام براہ راست خداتعالیٰ کی طرف سے بذریعۂ فرشتہ وحی الٰہی رسول خداؐ کے قلب پاک پر نازل ہوا ہے۔ اور چونکہ یہ کلام الٰہی ہے اسی لئے اس میں اب تک کسی شک وشبہ اور تحریف کا شائبہ داخل نہیں ہوسکا ہے۔

اِنّا نَحنُ نَزَّلنَا الذِّکرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُون۔(ہم نے یہ کلام اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔)

ہر کسی از ظن خود شد یار من از درون من نجست اسرار من

ہر شخص اپنے خیال کے مطابق میرا انیس تو بن گیا۔لیکن اس نے مجھ میں پنہاں اسرار وانور کو جاننے کی کوشش نہیں کی۔

ہم نے ان کی تقدیر کے نوشتے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔(سورہ الانعام۔آیت ۳۸)

اور وَلاَرَطْبٍ وَلاَیَابِسٍ اِلاَّ فِی کِتَابٍ مُبِینٍ

خشک وتر سب کچھ ایک کتاب میں لکھا ہوا ہے۔(سورہ الانعام۔آیت ۵۹)

اسی طرح قرآن کی آیات مشابہ میں بھی جامعیت کے اسی پہلو اور اس میں موجود علمی ومعنوی کمالات کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ ’’لایعلمون ‘‘ اور ’’یفقھون‘‘ جیسے الفاظ میں اسی بات کی طرف اشاہ کیا گیا ہے کہ انسان قرآن کی ماہیت اور معانی تک نہیں پہنچ سکا۔چنانچہ اس ضمن میں حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

مامن شئی الا وعلمه فی القرآن ولکن عقول الرجال بمعجزعنه

کوئی چیز دنیا میں موجود نہیں جس کا علم قرآن میں نہ ہو،لیکن انسانی عقول ان کو سمجھے سے قاصر ہیں۔(ینابع المودہ صفحہ ۴۱۲)

قرآن مجید کا یاد کرنا:

حضرت علیؑ کا ارشاد ہے۔ تعلموا القرآن فانه احسن الحدیث وتفقهوا فیه فانه ربیع القلوب۔(اصول کافی۔جلد ۱۲ صفحہ ۶۰۳ نہج البلاغہ،خطبہ۔۱۱۔صفحہ ۴۰۲)

یعنی قرآن مجید کو پڑھنا سیکھو کیونکہ یہ برترین کلام ہے۔اس کے بارے میں سوچ جو کیونکہ یہ قلوب کی بہار ہے۔

قرآن مجید کی شناخت کے بعد اس کتاب مقدس کے فضائل کا سمجھنا ضروری ہے۔تا کہ ہم اس کے علوم کو صحیح طور پر سمجھیں کیونکہ قرآن دین کا بنیادی محور ہے اور یہ کتاب قانون الٰہی ہے۔ اسی لیے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس کو یاد کرنے کی کوشش کرے۔ اس سلسلے میں حضرت امام جعفرصادقؑ فرماتے ہیں۔

ینبغی للمومن ان لایموت حتی یتعلم القرآن اویکون فی تعلمه"

مناسب یہ ہے کہ ایک مومن مسلمان دنیا سے اس وقت تک نہ جائے جب تک وہ قرآن کو یاد نہ کرے اور اسے وہ یاد کررہاہو۔(اصول کافی جلد ۲ ۔صفحہ ۶۰۷)

صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ ہم قرآن کا پڑھنا سیکھ لیں بلکہ ہم پر یہ بھی فرض ہے کہ اسے دوسروں کوسکھائیں ۔جیسا کہ رسول خداؐ نے فرمایا ہے:

خَيۡرُكُمۡ مَنۡ تَعَلَمَ الۡقرآن وَعَلَّمهٗ

تم میں بہترین وہ شخص ہے جوقرآن سیکھے اور دوسروں کوبھی سکھائے ۔'' یہ کام ایک خیر مطلق اورحق ہی نہیں بلکہ فرض ہے جو انسانوں پر متعین کیا گیا ہے تا کہ وہ دوسروں تک اس علم کو پہنچائیں'' (جامع الاحادیث صفحہ ۷۴)

تلاوت قرآن

رسول خداؐ نے فرمایا ہے: "افضل العباده قراة القرآن

بہترین عبادت قرآن کا پڑھنا ہے۔(مجمع البیان جلد اول صفحہ ۱۵)

قرآن مجید کا پڑھنا سیکھ لینے کے بعد قرآن خوانی کی باری آتی ہے ۔کیونکہ قرآن مجید کا پڑھ لینا اس امر کا آغاز ہے کہ نیک کام انجام دینے کے لئے اس کی قرائت کی جائے ، جو ہر حال میں ہونی چاہئے۔لیکن اتنا ہی کافی نہیں کہ مجالس ختم میں اسے پڑھ لیا جائے یا استخارہ دیکھنے کے لئے یا قرآن کی تلاوت اس لئے ترک کردی جائے کہ یہ ایک معمولی کام ہے۔ اگر اس طرح کا احترام کیا گیا تو اس شخص پر خدا کا سخت عذاب نازل ہوگا جو یہ قدم اٹھائے گا۔

جیسا کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

علیک بتلاوة القرآن علی کل حال

ہر حال میں تم پر قرآن کی تلاوت فرض ہے۔(اصول کافی جلد ہشتم۔صفحہ ۸۹)

قرآن مجید کا سننا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَإِذَا قُرِءَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۔

جب قرآن تمہارے سامنے پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنو اور خاموش رہو۔ شاید کہ تم پر بھی رحمت ہو جائے ۔(سورہ اعراف ۔آیت ۲۰۴)

قرآن مجید کا سننا ، اس وقت جب کہ وہ پڑھا جارہا ہو بہت زیادہ قابل قدر ہے اور جو لوگ علم قرآن کی نعمت سے بہرہ مند ہیں ان کے لئے لازمی ہے کہ وہ لوگوں کو قرآن سننے کی جانب متوجہ کریں تا کہ وہ بھی اس کارثواب میں شریک ہوسکیں۔

فن لغت کی کتابوں میں ''استماع'' کے معنی غور وتدبر کے ساتھ سننا ہیں تا کہ قاری (پڑھنے والا) اور مستمع (سننے والا) دونوں ہی اس تدبر سے بہرمند ہوسکیں جو قرآن میں موجود ہے۔جس کا مقصد یہ ہے کہ وہ حقیقت کو درک کرنے میں زیادہ نزدیک ہوسکیں۔ رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے:

قاری القرآن واستمع له فی الاجر سواء

قرآن پڑھنے والے اور سننے والے کیلئے بہت زیادہ اجر ہے ۔ (مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ ۲۶۱)

چو قرآن بخوانند، دیگر خموش   بہ آیات قرآن فراداد گوشش

جب قرآن پڑھا جائے تو دوسرے لوگ خاموش رہیں۔ اور قرآن مجید کی آیات کو غور سے سنیں

قرآن مجید میں تدبر

قرآن مجید کے سلسلے میں جو ہمارے دیگر فرائض ہیں، ان میں یہ بھی شامل ہے کہ اس کے معانی کے بارے میں غور وفکر کریں۔ نزول قرآن میں جو حکمت پنہاں ہے اس کے اصل محور کے بارے میں خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُوْلُوا الْأَلْبَابِ

یہ ایک بڑی برکت والی کتاب ہے جو (اے نبی) ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تا کہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل وفکر رکھنے والے اس سے سبق لیں۔ (سورہ ص آیت ۲۹)

قرآن کے بارے میں غوروفکر کرنا لازمی امور میں شامل ہے ۔قرآن مجید کے معنی کے بارے میں غوروفکر کرنے سے اس پر عمل کرنے کی راہیں ہموار ہوتی ہیں ہمیں بات جان لینی چاہئے کہ قرآن مجید میں جو اعلیٰ مفاہیم ومعانی موجود ہیں ان تک غوروفکر کئے بغیر نہیں پہنچا جاسکتا ۔ چنانچہ اس ضمن میں حضرت علیؑ کا ارشاد ہے۔

الا لا خير فی قرآنه ليس فيها تدبر

غوروفکر کے بغیر قرآن لکنت زبان سے زیادہ نہیں۔ (اصول کافی جلد ہشتم صفحہ ۸۹)

اگر چہ اس کا بھی ثواب ہے اور خاص فائدہ اس میں مضمر ہے لیکن یہ اقدام مکمل نہیں۔ اور یہ اقدام مقصد تک نہیں پہنچتا کیونکہ تلاوت قرآن ،قرآن کو سمجھنے کا ابتدائی اقدام ہے اور جب تک اس کے اطراف وجوانب کے بارے میں غوروفکر نہ کیاجائے تو اس کے معانی درک نہیں کئے جاسکتے۔ جو لوگ قرآن مجید کے بارے میں غوروفکر نہیں کرتے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَفَلاَ یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلیٰ قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا۔

کیا ان لوگوں نے قرآن پر غور نہیں کیا یا ان کے دلوں پر قفل چڑھے ہوئے ہیں ۔(سورہ محمد آیہ ۲۴)

قرآن پر عمل

نزول قرآن کا انتہائی مقصد، اس کی تلاوت وتعلیم اور اس کے بارے میں غوروفکر سب کچھ اس لئے ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَهَذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ☆

اسی طرح یہ کتاب ہم نے نازل کی ہے جوایک برکت والی کتاب پس تم اس کی پیروی کرو۔(سورہ الانعام ۔آیت ۱۵۵)

چنانچہ جو لوگ قرآن پر عمل نہیں کرتے اورصرف اس کی تلاوت پر ہی اکتفا کرتے ہیں در حقیقت اس عالمی مرتبہ کتاب مقدس کی شان اور اس کے صحیفے کی بے احترامی کرتے ہیں۔حضرت امام جعفر صادقؑ ان لوگوں کے بارے میں جو ایسا اقدام کرتے ہیں انہیں کیاحاصل ہوتا ہے اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

رب قالی القرآن والقرآن یلعنه

اس طرح تلاوت قرآن کرنے والے پر قرآن لعنت بھیجتا ہے۔

جس وقت آنجنابؐ سے سوال کیا گیا کہ ایسے کون لوگ ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ایسے وہ لوگ ہیں جو قرآن تو پڑھتے ہیں لیکن اس پر عمل نہیں کرتے۔ قرآن پر عمل نہ کرنے کے دیگر نشانات وعواقب یہ ہیں کہ ایسا شخص قیامت کے دن نابینا محشور ہوگا اور جہنم میں جائے گا۔ حضرت محمد مصطفیؐ اس سلسلے میں فرماتے ہیں: من قراء القرآن ولم یعمل به حشره الیه یوم القیامه اعمیٰ

وہ شخص جو قرآن کو پڑھے اور اس پر عمل نہ کرے وہ قیامت کے دن نابینا محشور ہوگا۔ (الاعمال۔ صفحہ ۴۳)

حضرت امام صادقؑ نے اس کی تعبیر اس طرح فرمائی ہے کہ: قرآن کا پڑھنا اور اس پر عمل نہ کرنا گویا اس کی آیات کے ساتھ تمسخر کے مشابہ ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

من قرأ القرآن من هذه الامه ثم دخل منهم النار فهو ممن کان یتحد بایات الله هزوا

اس کے علاوہ ایسا شخص روز قیامت قرآن کی شفاعت سے محروم رہے گا۔ (جامع الانوار صفحہ ۵۲)

قرآنی حقائق کی جستجو:

حقیقت قرآن کے بارے میں جب گفتگو کرنے کی نوبت آتی ہے تو اس کا مقصد اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کا تعلق نزول قرآن سے ہے۔ کیونکہ قرائت وتلاوت قرآن اس کے معنی ومفہوم اور اس کی حقیقت کو سمجھے بغیر لاحاصل ہے۔ چنانچہ اس بنا پر ان لوگوں کو جو قرآن کے پیروکار ہیں انہیں چاہئے کہ وہ اس کی حقیقت کا انکشاف کریں اور کوشش کریں کہ اس کے مفہوم کو دوسروں تک پہنچائیں اور قرآن کی حقیقت کو لوگوں پر عیاں کریں۔ لیکن یہ بھی جان لینا چاہئے کہ قرآن کا علم راسخ اور اس کی تفسیر وتاویل اہل بیتؑ کے پاس ہے۔ اس بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ اہلبیتؑ کے پاس علم کا جوش مارتا ہوا چشمہ ہے اور وہ حامل علوم آسمانی ہیں۔ اسی لئے ان کے علم سے فیضیاب ہوئے بغیر حقیقت قرآن تک نہیں پہنچا جاسکتا۔ چنانچہ حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں۔

ان ما اوتینا تفسیر القرآن واحکامه

وہ تمام علوم جو ہمیں عطا کئے گئے ہیں وہ مثل علم تفسیر قرآن اور اس کے احکام ہیں۔ (اصول کافی ، جلد اول صفحہ ۲۲۹)

حضرت امام جعفر صادقؑ نے بھی فرمایا ہے کہ:

نحن الراسخون فی العلم واحکامه

علم تفسیر قرآن میں ہم راسخ بحق ہیں اور اس کی تاویل کے بارے میں بخوبی جانتے ہیں۔ (اصول کافی، جلد اول ،صفحہ ۱۲۳)

حفظ آیات قرآن

حفظ قرآن کے دومفہوم لئے جاتے ہیں ۔ان میں سے ایک یہ ہے کہ قرآن کی حرمت کا تحفظ کیاجائے اور دوسرے یہ کہ اس کی آیات کو از برکیاجائے ۔ یہاں ہماری مراد دوسرے مفہوم سے ہے۔

قال رسول اللهؐ لایعذب الله قلب ارعی القرآن

رسول خداؐ نے فرمایا ۔ خداوند تعالیٰ اس دل پر جس نے قرآن کو اپنے سینے میں جگہ دی عذاب نازل نہیں کرے گا۔(امالی شیخ صدوق ۔، جلد اول صفحہ ۶)

قرآن اور اس کی آیات نورانی حفظ کرنے سے انسان کی فکر ونظر وچشم اور بینش قلب کو روشنی حاصل ہوتی ہے ذکر ویا دخدا کو اس کے ذریعے دلوں میں دوام حاصل ہوتا ہے۔حفظ قرآن ہی سے انسانوں کو یہ توفیق حاصل ہوتی ہے کہ وہ فکرونظر میں بالیدگی پیدا کریں اور حقائق معارف آسمانی سے بخوبی واقف ہوں۔ کیونکہ آیات قرآن اپنی وسیع روحانیت کے ساتھ انسانوں کے ذہن میں جاری رہتی ہے اور بقول حضرت امام جعفر صادقؑ اور انسانوں کے لئے عمل کی توفیق بیشتر فراہم کرتی ہے۔ قرآن کا حفظ کرنے والا اور اس پر عمل کرنے والا ان سفیروں کے ہمراہ ہوگا جو طریق کرامت الٰہی ہیں۔ (اصول کافی جلد دوم صفحہ ۶۰۳)

اس روایت کے مطابق قرآن کا حفظ کرنا اور اس پر کاربند رہنا مترادف قرار دئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ قرآن کو حفظ کرنے میں کافی قدرومنزلت ہے اور اسکا اجر بھی بہت معقول ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں،

ای الذی یعابع القرآن یحفظه بمشقه منه وقله حفظ له اجران

جس نے قرآن کو مشقت اور تحمل سختی کے ساتھ یاد کیا اس کے لئے دو اجر ہیں۔ ان میں سے ایک نفس کا اور دوسرا توفیق عمل (اصول کافی، جلد دوم صفحہ ۶۰۶)

قرآن کے حقیقی حافظ وہی ہیں جو اس پر عمل بھی کرتے ہیں جنہیں پیغمبر اکرمؐ نے اپنی امت کے برترین گروہ میں شمار کیا ہے چنانچہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔ اشراف امتی حمله القرآن میری امت میں انتہائی شریف وہ لوگ ہیں جو حامل قرآن ہیں ۔(معالی الاخبار صفحہ ۱۷۸)

یہ وارستہ گروہ اگر قرآن حفظ کرنے کے ساتھ اس کے مفہوم اور اس کی روح عالی کو سمجھے اور اس کے ساتھ ہی وہ اس پر عمل پیرا بھی ہو تو اس کا شمار اہل بہشت میں ہوگا۔ چنانچہ رسول مقبولؐ فرماتے ہیں۔

حمله القرآن عرفاء اهل الجنه

قرآن کے حامل وہ عارف لوگ ہیں جن کا شمار اہل جنت میں ہوتا ہے۔

آداب وآثار تلاوت کریم

اس بحث وگفتگو کا آغاز کرنے سے قبل ضروری ہے کہ قرائت قرآن کی اہمیت کے بارے مین آنحضرتؐ کی جو روایات ہیں انہیں بیان کریں ۔آپ فرماتے ہیں۔

اذا احب احدکم ان یحدث ربه فلیقرء القرآن

تم میں سے جو شخص بھی یہ چاہتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کے بارے میں گفتگو کرے وہ قرآن پڑھے ۔(کنز العمال ۔جلد اول ۔صفحہ ۵۱۰)

قرآن کلام خدا ہے اور انسان کی روح وجان سے مانوس ہے۔ اس کی قرائت درحقیقت خداوند تعالیٰ سے گفتگو کرنے کا وسیلہ ہے۔ چنانچہ جب انسان تلاوت قرآن پاک میں مشغول ہوتا ہے تو گویا وہ وحی کی اس آواز کو سنتا ہے جو اس سے ہمکلام ہوتی ہے۔ اور انسان خود بھی یہ محسوس کرتا ہے کہ اسے خداوندتعالیٰ کا قرب اور اس کا انس خاص اسے حاصل ہورہا ہے ۔ تلاوت قرآن کے وقت آدمی خود میں یہ محسوس کرتا ہے کہ گویا وہ اپنے رب کے ساتھ زمزمہ پردازی میں مشغول ہے۔ اسی وجہ سے انسان کے لئے لازم ہے کہ وہ خداوندتعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ کی جانب خاص توجہ کرے اور اس موقعے کو غنیمت جانے۔

تلاوت کے باطنی آداب

تلاوت قرآن کے جو باطنی آداب ہیں اس میں حضور قلب اور مکمل طور پر اس میں داخل ہونے کے لئے آمادگی ہے۔ افکار کی طمانیت روح کی ہر تشویش اور دنیوی تخیلات سے آسودگی، قرآن کو سمجھنے اور اس سے انس پیدا کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ خلوص نیت جو ہر عمل کے لئے نیکی کی میزان ہے قرآن کی عالی قرائت کے لئے ضروری امر ہے کیونکہ کوئی بھی عمل جو ریاکاری کے ساتھ کیا جائے خواہ وہ کتنا ہی بڑا اور اچھا کیوں نہ ہو وہ خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہ کیا جائے گا اور اس کس اجر نہیں ملے گا۔ اس بنا پر اگر کوئی شخص خودنمائی، یا ہنرنمائی یا کسی اور نیت سے قرآن کی قرائت خوش اسلوبی کے ساتھ کرے گا یو بھی اس کا ثواب اسے نہیں ملے گا اور وہ شخص قرآن کی روح واستہ اور اس کی معنویت کو نہیں پہنچ سکے گا۔ ''فصل الاعمال اخفا ہا'' میں اس کی جانب تاکید کی گئی ہے کہ قرآن کو مخفی طور پر پڑھو تاکہ ہر اس شایبے سے دور رہو جس سے ریاکاری کی بو آتی ہو کیونکہ تلاوت قرآن میں اصل سعی وکوشش کا تعلق تلاوت کی نوعیت سے ہے۔ اس کی قرائت آشکار طور پر بھی کی جاسکتی ہے۔ اس میں بھی بقول پیغمبر اکرمؐ خلوص نیت کی ضرورت ہے اسی لئے کسی ریا کارانہ خدشے کی دلدل میں آنے سے محفوظ رہنے کے لئے ضروری ہے کہ قرآن کو مخفی طور پر سکون اور بشاشت، قلب کے ساتھ پڑھا جائے۔ چنانچہ رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے۔

فصل قراته السر علی قرائة العلانیه کفسل الصدقة السر علی الصدقه العلانیه

مخفی طور پر قرآن پڑھنے میں برتری ہے اسے آشکارا پڑھنے میں ہے۔ جس طرح مخفی طور پر صدقہ دینے میں برتری علانیہ دینے کے مقابل زیادہ ہے۔

قرآن کی آیات میں غوروفکر

حضرت علیؑ کا قول ہے: تدبروا ایات القرآن واعشروا بد خانه ابلغ العرابه

قرآنی آیات کے بارے میں غور وفکر کرو، اس سے عبرت لو کیونکہ برترین اور زیبا ترین کلام عرب۔ (شرح غرر۔ جلد سوم، صفحہ ۲۸۴)

قرآن کے بارے میں غوروفکر کرنا، اپنے مطلق معنی میں ایک مفصل اور جداگانہ بحث وگفتگو

کا موضوع ہے۔ ہم یہاں مختصر طور پر تلاوت قرآن کے ساتھ اس کے معنی سمجھنے کی جانب توجہ دیں گے ۔ کیونکہ اصل سہولت اور کلام اللہ کی زیبائی اس امر کے تحقیق اور اس کے معانی سمجھنے میں مضمر ہے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۔

''ہم نے قرآن کو خدا سے گفتگو کرنے کے لئے آسان کردیا ہے۔ کیا تم اس پر غوروفکر کرنے والے لوگوں میں سے ہو' جب قرآن معنی کو سمجھ کر اور اس پر غوروفکر کے ساتھ پڑھا جائے گا تو اس سے دل کو نور حاصل ہوگا۔ اور آخر میں اس کے ذریعے عام ہدایت حاصل ہوگی۔

قرآنی آیات کے حق کی پاسداری

تلاوت قرآن میں جو آداب شامل ہیں ان میں حق آیات کی پاسداری اور آیات کے معنی کے ساتھ تلاوت کے تناسب کو ملحوظ رکھنا ہے۔ یہ امر تلاوت کو بہتر بنانے ،صحت تلاوت اور ارتقاء کیفیت کے لئے ضروری ہے تلاوت کے وقت پاکیزگی ۔ یاد خدا اور عفو وبخشایش کا خیال رکھنا ، دلکش لحن سے تلاوت کرنا اور ایسی آیات جن میں عتاب وعذاب اور دوزخ کا ذکر ہوا ہے انہیں حزن انگیز صدا کے ساتھ پڑھنا نیز گریہ وزاری کی کیفیت پیدا کرنا اور خدا سے پناہ مانگنا وہ حقوق ہیں جنہیں ادا کیا جانا چاہئے۔

قاری کا وقت قرائت حالت حزن پیدا کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ قرآن کے معنی سمجھتا ہے اسی لئے وہ اس حزن کے ساتھ جو نزول قرآن کی تابانی ہے اس کا وہ تلاوت کے وقت پاس رکھتا ہے۔ رسول خداؐ کا ارشاد ہے۔

ان القرآن نزل بالحزن ، فاذا قراء تموہ فابککو فان لم تبکو فتباکو

قرآن حزن کے ساتھ نازل ہوا ہے۔ اسی لئے جس وقت قرائت کرو گریہ وزاری پیدا کرو۔ (امالی شیخ صدوق ۔صفحات ۱۳اور ۴)

تلاوت قرآن کے ظاہری آداب:

قرآنی آیات کے ظاہری آداب کو نگاہ میں رکھنا لازمی ہے اور ان آداب میں طہارت وپاکیزگی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ☆ فِي كِتَابٍ مَكْنُونٍ ☆ لَايَمَسُّهُ إِلاَّ الْمُطَهَّرُونَ ☆

یہ ایک بلند پایہ قرآن ہے، ایک محفوظ کتاب جسے مطہرین کے سوا کوئی چھو نہیں سکتا۔ (سورہ واقعہ۔ آیہ ۷۹)

پاکیزگی: ہر عبادت کا آغاز کرنے کے لئے یہ پہلا قدم ہے اور یہ شرط ہے کہ اسے عملی جامہ پہنائے۔ باوضو ہونا، نجاست اور پلیدگی سے اجتناب وہ دو اصلی ابتدائی قدم ہیں جو عبادت کے لئے ضروری ہیں اور قرائت قرآن سے قبل ان کی پاسداری ضروری ہے۔ پاکیزگی کے بغیر قرآن کو ہاتھ لگانا قرآنی آیات میں حرام قرار دیا گیا ہے۔ وضو کرنا اپنی جگہ نور ہے۔ قرآن کی موجودگی میں چونکہ یہ خانہ وحی الٰہی ہے اس لئے اس کا التزام عملی طور پر ضروری ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اول بروتو خانۂ دل را فروروب   وآنکہ بیا باعاشقان ہمخانہ شو

پہلے تو جا اور دل کے گھر کو صاف کر۔ اس کے بعد آ، اور عاشقوں کے ساتھ ان کے گھر میں مل کر بیٹھ۔

اس کے علاوہ قبلہ رو ہونا، قرآن کے سامنے آداب کے ساتھ دوزانو بیٹھنا، ظاہری و باطنی طور پر آراستہ ہونے نیز قرآن کے سامنے حفظ مراتب اور ادب کا پاس رکھنا قرائت قرآن کے لئے دیگرضروری ابتدائی اقدامات ہیں۔

خداوند تعالیٰ سے پناہ مانگنا اور نام خدا کا ورد کرنا۔

قرائت قرآن کے جو جملہ ظاہری آداب ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ سے یہ پناہ مانگے کہ وہ شیاطین کے شر سے دور رکھے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے تاکید سے فرمایا ہے۔

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ الشَّيْطَٰنِ الرَّجِيمِ ☆

پھر جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان رجیم سے خدا کی پناہ مانگو۔ (سورہ نحل۔ آیہ ۹۸)

تلاوت قرآن سے قبل مقرر اذکار کا بیان اور پسندیدہ دعاؤں کا پڑھنا بھی ضروری ہے۔ اس کے ذریعے انسان میں قرأت قرآن کے لئے آمادگی پیدا ہوتی ہے۔ ان دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی ہے:

اللّٰھم بالحق انزلناہ اللھم عظم رغبتی، واجعلنہ نورا لبصری وشفاء لصدری

اس کے بعد تسمیہ یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہنا جو سورہ برائت کے علاوہ ہر صورت کا جزء ہے۔اس سلسلے میں امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

اغلقوا ابواب المعصية عند التلاوة بالاستعاذة، وافتحوا ابواب الطاعة بالتسمية:

تلاوت کے وقت شیطان کے شر سے بچنے کے لئے خدا کی پناہ چاہنا گناہوں کے دروازے بند کردیتا ہے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے سے اطاعت کے دروازے کھل جاتے ہیں:(بحار الانوار، جلد دوم، صفحہ ۳۱۴)

قرآن مجید کی ناظرہ تلاوت

قرآن خوانی کے جو ظاہری اصول ہیں اور جن کے بارے میں تاکید کی گئی ہے ان میں قرآن کا ناظرہ پڑھنا ہے تاکہ ان لغزشوں سے جن کے سرزد ہونے کا احتمال رہتا ہے اور جو وسواس دل میں پیدا ہوتے ہیں ان سے ہم دور رہیں اور صحیح معنوں میں اس کتاب مقدس سے بہرہ مند ہوں۔ روایات میں بھی ناظرہ قرآنی کے بارے میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے تاکہ انسانی آنکھوں کو قرآن پاک کی عبارت دیکھنے کی جلا اور دل کو نورانیت حاصل ہو۔جس وقت رسول خداؐ سے یہ سوال کیا گیا کہ ہماری آنکھوں کو کس چیز سے دنیوی مفاد حاصل ہوسکتا ہے۔آپؐ نے فرمایا کہ قرآن مجید کو دیکھنا اور دیکھ کر اسے پڑھنا۔

قرآن مجید کی صوت ولحن سے تلاوت:

رسول اکرمؐ نے فرمایا:

زينو القرآن اصواتكم ثم قال ما اذن الله لشئى اذنه لحن الصوت بالقرآن۔

یعنی قرآن کو اپنی دلکش آواز سے زیب وزینت بخشو۔ کیونکہ خداوند تعالی نے اس کے برابر کسی دوسری چیز کے بارے میں تاکید نہیں کی ہے۔(سنن الدارمی جلد دو۔صفحہ ۴۷۴)

خداوند تعالیٰ نے ہر نعمت کسی خاص فایدے کے لئے انسان کو عطا کی ہے اور دلکش آواز اس لئے عطا کی گئی ہے کہ وہ قرآن مجید کو لحن سے پڑھے۔ دلکش آواز اس لئے نہیں دی گئی ہے کہ انسان سازو موسیقی کے ذریعے اس میں ہیجان پیدا کردے۔ اصولی طور پر دلکش آواز وہ نعمت ہے جو قرآن کی

تلاوت کرنے کے لئے انسان کو عطا کی گئی ہے کیونکہ خود قرآن صدا کے ساتھ نازل کیا گیا ہے۔ اسی لئے اس کو دلکش آواز میں ہی پڑھنا چاہئے کیونکہ دلکش آواز ہی تلاوت قرآن کو خاص رونق وزیبائی عطا کرتی ہے۔ اور اس کی لحن سامعین کی روح میں جگہ پاتی ہے اس بارے میں پیغمبر اکرمؐ کا ارشاد ہے:

لکل شئی حلیة وحلیه القرآن صوت لحن

ہر چیز کے لئے زیب وزیبائی ہے اور قرآن کی زینت دلکش آواز ہے۔

دوسری طرف دلکش آواز سے قرائت قرآن اور مناسب صوت ولحن کے ساتھ اس کی تلاوت دانشمند لوگوں کے افکار وخیالات کو اپنی طرف آنے کی دعوت دیتی ہیں۔ یہ سوئے ہوئے لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کرتی ہے۔ اور اس کی لحن مشتاقان خدا کی جانوں اور ان کے دلوں کو نوازتی ہے۔ ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے کسی شخص سے سوال کیا کہ تم قرآن کی قرائت لحن کے ساتھ کیوں کرتے ہو۔ اس شخص نے جواب دیا تاکہ سوئے ہوئے لوگوں کو بیدار کروں اور شیطانوں کو خود سے دور رکھوں۔ اس پر آنحضرتؐ نے جواب دیا کہ یہ بہت اچھی بات ہے لیکن اس کے لئے نیت خالص کی ضرورت ہے۔

وقت کے تقاضے کے مطابق آہستہ قرائت کرنا:

قرآن کو سمجھنے اور اس سے انس پیدا کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی قرائت آہستہ اور اطمینان کے ساتھ کی جائے۔ اور تلاوت مناسب حد کے اندر ہونی چاہئے ۔ اسی لئے روایات میں اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ قرائت کمیت کے ساتھ کی جائے۔ اور کہیں بھی زیادہ پڑھنے کے بارے میں ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ البتہ کمیت کے بارے میں زور دیا گیا ہے۔اسی لئے حضرت علیؑ نے قرآن کے جو اجزا مقرر کئے ہیں وہ اس اصول کے تحت ہیں اور اس امر کو تحقیق بخشتے ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق نے بھی تلاوت کی حد مقرر کی ہے اور ہر مرتبہ کے لئے پچاس آیات معین فرمائی ہیں۔ رسول مقبولؐ کا ارشاد ہے۔

من قراء القرآن فی اقل من تلاوة لم یفقهه

جو شخص بھی تین سے کم مدت میں قرآن ختم کرلیتا ہے اس نے یقیناً قرآن کو نہیں سمجھا۔

اس کے علاوہ قرآن مجید میں آرام ونرمی (ترتیل) کے ساتھ قرائت کرنے کا ذکر کیا گیا ہے

"وَرَتِّلِ الْقُرْآن تَرْتِیْلًا"

قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔(سورہ مزل آیت ۴) یہ بات بھی اس بنیاد پر قائم کی گئی ہے تاکہ آیات کے بارے میں غور وفکر کا موقعہ مل سکے۔ اور اس کے ذریعے معنویت کی روح پیدا ہوسکے۔حضرت ام سلمہ نے رسول خداؐ کی اس کیفیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرتؐ ہمیشہ قرآن آہستہ آہستہ اور حرف بحرف پرھا کرتے تھے۔ اس بناپر اگر قرآن کو آہستہ آہستہ پڑھا جائے تو اس کے ذریعے ہم اپنے اصل مقصد تک بھی پہنچ سکیں گے۔یعنی آیات قرآنی کے معنی سمجھ سکیں گے اور اس کے ساتھ ہم اجر وثواب کے بھی زیادہ نزدیک ہوجائیں گے۔حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

قرآن جلدی جلدی مت پڑھو بلکہ اسے آہستہ آہستہ پڑھو۔ اور جب کسی آیت پر پہنچو جہاں بہشت یا اس کے نام کا ذکر آئے تو تھوڑا تامل کرو اور خدا سے اس کو مانگو اگر کوئی ایسی آیت پڑھو جس میں عذاب کا وعدہ کیا گیا ہو تو خدا سے اس سے بچنے کے لئے پناہ مانگو۔(اصول کافی۔جلد دوم صفحہ ۴۲۲)

پسندیدہ طریقے سے ختم قرآن:

نیک نیتی کے ساتھ ختم قرآن اور صدق نیت ودعائے ختم قرآن، تلاوت کے جملہ آداب اور صحیح طور پر اسے انجام دینا اصول قرائت میں شامل ہیں۔یعنی خدا کے صادق ہونے کا اعتراف اور اپنے اعتقادی اصول میں راسخ ہونے کا بیان کرنا۔

بعض روایات میں قرائت میں داخل اور خارج ہونے کے آداب کو اس طرح بھی بیان کیا گیا ہے: **ان یقول فی ابتداء اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم وفی الاخرۃ یعترف** بصدق اللہ العلی العظیم۔

یعنی شروع میں وہ کہے کہ شیطان رجیم سے پناہ مانگتا ہوں اور آخر میں یہ صدق دل سے اللہ کی عظمت اعتراف کرے۔(سنن دارمی جلد۔دوم۔صفحہ ۴۷۴)

واردہ دعاؤں کے علاوہ۔ دعائے ختم قرآن بھی پڑھو تاکہ اس کلام اللہ کے آستانے سے فیضیاب ہوسکو اور مرادوں سے اپنا دامن امید بھر سکو۔ختم قرآن کی دعاؤں میں سے ایک دعا

یہ بھی ہے۔

اللهم ذكر فی منه مانسيت وعلمنی منه ماجهلت وازقنی تلاوته اناء الليل واناء النهار واجعله لی حجة يارب العلمين

آثار تلاوت، جلائے قلوب

قرائت قرآن انسان کی روح کو صفا وپاکیزگی بخشتی ہے دلوں کا زنگ دور کرکے اسے جلا بخشتی ہے اور گناہوں کی کثافت وآلودگی کو دور کرتی ہے۔ کیونکہ اس میں ذکر، عجز ونیاز اور دعا شامل ہے۔ رسول اکرمؐ فرماتے ہیں

ان هذه القلوب لنصدا كما ليصد الحديد وان جلاها قراته القرآن

قرائت دلوں سے زنگ کو اس طرح صاف کردیتی ہے جس طرح لوہے پر سے زنگ اتر جاتا ہے۔ دلوں کے زنگ کو قرائت قرآن قرآن ہی جلا بخشتی ہے۔(ارشاد القلوب ص ۷۸)

انس والفت

قرآن بہترین ہمدم اور تمام ساتھیوں میں سے بڑھ کر یار ومددگار ہے۔ بالتحقیق جب اس کی تلاوت کی جاتی ہے تو خدا کے ساتھ انس جذبہ ہم میں بیدار ہوجاتا ہے اور ہم میں وہ روح پھونک دی جاتی ہے جس کے اوصاف نا قابل بیان ہیں اور یہ روح ہمارے باطن کو صفا بخشتی ہے اور ایسی لذت بخش حالت پیدا ہوتی ہے کہ دل نہیں چاہتا کہ ہم اس سے جدا ہوں۔ رسول خداؐ کا فرمان ہے۔

من انس بتلاوة القرآن لم قوحشه بعارفة الاخوان

جس شخص کو تلاوت قرآن سے انس پیدا ہوجاتا ہے و دوستوں کی جدائی سے نہیں گھبراتا۔ (شرح درر صفحہ۔ ۳۶۹)

اس کے علاوہ قرآن انسانوں کی روح کے نزدیک ہے۔ انسانی روح کو سکون وآرام تلاوت قرآن کی روشنی میں ہی میسر آتا ہے۔ چنانچہ حضرت امام سجادؑ فرماتے ہیں:

لومات من فی الشرق والمغرب لما استو حشت بعد انه يكون القرآن

جو کچھ دنیا کے مغرب ومشرق میں ہے سب فنا پذیر ہیں۔ میں جب تک قرآن میں محو

رہتا ہوں تو تنہائی اور گھبراہٹ محسوس نہیں کرتا۔

گناہوں کی بخشش

معنوی برکات اور قرآن کی روحانی نشانیاں ترک گناہ اور توبہ کے لئے میدان ہموار کرتی ہیں اور آخر کار قاری قرآن کے لئے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بنتی ہیں۔ یہ قرآن خوانی کی برکت ہے جو دنیا وآخرت میں شفاعت کا ذمہ لیتی ہے۔ اس دن جب کہ کوئی کسی کی داد وفریاد سننے والا نہیں ہوگا تو یہ تلاوت ہی یار ومددگار ہوگی ۔ چنانچہ حضرت محمدؐ نے حضرت سلمان فارسی سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

یا سلمان علیک بتلاوۃ القرآن فان قرائته کفارۃ الذنوب

اے سلمان قرآن کی تلاوت کر۔ کیونکہ تلاوت قرآن ہی گناہوں کا کفارہ کرے گی۔

وسعت رزق:

قرائت قرآن کے دیگر اوصاف یہ ہیں ، روزی میں برکت پیدا ہوتی ہے، لوگوں کو روزگار اور امور زندگی میں خوشحالی ملتی ہے۔ اس سلسلے میں پیغمبر اکرمؐ کا ارشاد ہے

ان البیت اذا قرء القرآن علی اھله و کثرخیرہ

جس گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے وہاں رزق میں وسعت اور روزگار میں ترقی ہوتی ہے۔

قیامت کے دن رفعت وبلندی

حضرت امام کاظمؑ فرماتے ہیں:

ان درجات الجنة علی عد آیات القرآن فاذا کان یوم القیامه قیل لقاری القرآن اقروا وارفع

بہشت میں درجات آیات قرآن کی بنیاد پر مقرر کئے جاتے ہیں ۔ چنانچہ جس دن قیامت برپا ہوگی تو قاری قرآن سے خطاب کیا جائے گا کہ اسے پڑھ اور بلندی حاصل کر۔

یہ الفت اور اعلیٰ مدارج صرف قیامت کے دن ہی حاصل نہیں ہوں گے بلکہ دنیا میں بھی قاری کے لئے عزت ، سربلندی اور بزرگواری موجود ہے۔ اس مضمون کو رسول اکرمؐ کی ایک روایت

بیان کر کے ختم کرتا ہوں، آنحضرتؐ نے فرمایا کہ:

من قراء القرآن فکانما اور جبت النبوہ بین الحسنہ

جو شخص قرآن کی قرائت کرتا ہے گویا وہ نبوت کے مدارج کی بلندی تک پہنچ جاتا ہے۔